برصغیر پاک وہند کے صوفیہ کرام کی تعلیمات کے اثرات

اُمِ سلمیٰ*

طاہرہ بشارت **

صوفیہ کرام نے اپنے حسن اخلاق سے سماج کے تمام طبقوں کو متاثر کیا ہے ،ان کی خانقاہوں کے دروازے امیر وغریب سب کے لئے کھلے ہوئے تھے انہوں نے اہل اقتدار طبقہ کو عدل وانصاف کی تلقین کی اور رعایا کو حکمرانوں کے حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دی، شکستہ دلوں اور سماج کے نچلے طبقوں کو ان کی مجلسوں میں اپنے درد کا درماں ملا تو ارباب اقتدار کو آخرت کی یاد آئی، وہ انسانیت کے لئے خیر خواہی ،اعلی اخلاقی اقدار کا مظاہرہ کرتے اور اللہ کی رضا کے مخلصانہ جذبوں کی قوت کے ذریعے سے عوام الناس کو اپنی طرف بلاتے اور دائرہ اسلام میں داخل کرتے چلے گئے وہ فقیروں مسکینوں کی داد رسی کرتے تھے ،یہی صوفیہ کرام کا عظیم کارنامہ تھا،انہوں نے عامتہ الناس کی اصلاح اور تزکیہ نفس کا فریضہ سرانجام دیا۔انسان کی اصلاح وتربیت میں صحبت کا بہت اہم کردار ہوتا ہے اگر ماحول میں مناسب ردوبدل کردیا جائے توانسان کی بہت کی خرابیوں کی اصلاح کی جا سکتی شیخ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ :

صحبت راااثر قلیست (۱) اچھی صحبت بات سے زیادہ پر اثر ہے

صوفیہ نے صالح معاشرہ قائم کرنے کی بھی کوششیں کیں گو ان کوششوں کا دائرہ کار محدود تھا کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ

"ایک شخص خانہ کعبہ کا طواف کررہا تھا اور دعاء کررہا تھا الھم اصلح اخوانی اے اللہ میرے بھائیوں کی اصلاح فرما کسی نے کہا کہ اس مقام پر پہنچ کر اپنے لئے کیوں دعا نہیں کرتے ؟اس نے جواب دیا کہ وہ میرے بھائی ہیں جب میں واپس جاؤں اور انہیں صالح پاؤں گا تو میں

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی،لاہور۔پاکستان

** پروفیسر / ڈین، فیکلٹی علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی،لاہور۔پاکستان۔

ان کی اصلاح سے صالح ہو جاؤں گا اگر انہیں بگڑا ہو پاؤں گا تو ان کے بگاڑ میں بھی بگڑ جاؤں گا(۲)

لوگوں نے اس دعا کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ لوگوں کی اصلاح کی وجہ سے معاشرہ درست ہوگا اور میں بھی درست رہوں گا

صوفیاء کرام کی کاوشوں کے اثرات کا جائزہ

برصغیر پاک وہند میں صوفیہ کرام نے جس خلوص اور محبت سے تزکیہ نفس و اصلاح اخلاق کو انجام دیا اس کے عوام الناس، حکمرانوں، علماء سو خام صوفیوں اور غیر مسلموں پر نہایت خوشگوار اور دیرپا اثرات مرتب ہوئے، برصغیر میں ان کاوشوں کے اثرات کا جائزہ کچھ یوں ہے۔

ا۔ عوام الناس پر اثرات:

صوفیہ کرام کا زیادہ تر تعلق عوام الناس کے ساتھ ہی ہوتا تھا، وہ عوام الناس کے ساتھ گھل مل کر زندگی بسر کرتے تھے، عوام جب انہیں عملی نمونہ پاتے تو ان کی دعوت و تبلیغ کا نہایت اچھا تاثر لیتے، برصغیر پاک وہند میں تشریف لانے والے بزرگوں میں مشہور صوفی سید علی بن عثمان ہجویریؒ کی تبلیغی مساعی نہایت قابل قدر ہیں، آپ نے اس کفرستان میں توحید کا پرچم لہرایا۔

"آپ کو فریضہ تبلیغ شروع کرنے میں بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ نے کسی مخالفت یا نامساعد حالات کی قطعاً پرواہ نہ کی اور نہایت استقلال کے ساتھ رشد وہدایت کا اہم فریضہ ادا کرتے رہے، آپ کی شرافت نفس، اخلاق عالیہ، زہد و تقویٰ اور علم وفضل کی کشش نے لوگوں کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا اور بہت جلد آپ کی ذات ستودہ صفات مرجع خلائق بن گئی"۔(۳)

حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی نے دعوت حق و تبلیغ دین کے لئے مبلغین اور داعی تیار کئے، پرجوش نوجوان، جہاں دیدہ بزرگ، علاقوں کے رسم ورواج، زبان وثقافت سے کما حقہ واقف، انہیں تجارت کے لئے مختلف علاقوں کی طرف روانہ کیا جاتا، اخلاق وعادات میں پاکیزہ اسلامی عبادات وریاضات سے عبارت مسجع یہ داعی جہاں بھی جاتے غیر مسلموں کو اپنا گرویدہ بنا لیتے، انہیں آپ کی ہدایت تھی کہ سامان جائز اور کم نفع پر فروخت کریں، ناقص اشیاء فروخت نہ کریں، لین دین میں خالصتا اسلامی قدروں کی پابندی کریں خریداروں سے خوش مزاجی اور خندہ پیشانی سے پیش آئیں، اعتماد میں لئے بغیر اسلام کی دعوت نہ دیں، احسن طریقے سے دین اسلام کی تبلیغ کریں، اصلاح کا اور دعوت کا یہ موثر نظام تھا۔

"حضرت نظام الدین اولیاء کے احوال میں مذکور ہے کہ آپ کی برکت سے عوام الناس کا رجحان دینداری کی طرف بڑھ گیا آپ کے اثر سے مرید دو تہائی یا تین تہائی یا تین چوتھائی رات تمام سال قیام الیل میں گذارتے، عام لوگوں کی زبان پر بھی شراب، فسق وفجور، قمار باز ی اور فحش حرکات کا ذکر نہ آتا دوکان داروں میں جھوٹ، کم تولنا، مکاری، دغا بازی، دھوکا دہی اور نادانوں کا روپیہ مار لینا قطع ختم ہو گئے تھے"۔(۴)

نامور بزرگ سخی سرور برصغیر کے ان صوفیہ کرام میں سے ہیں جن سے اللہ تعالی نے اشاعت اسلام کا کام وسیع پیمانے پر لیا آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ جہاں کہیں تشریف لے جاتے وہاں پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ ارادات میں شامل ہو جاتے۔

"حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے احوال میں لکھا ہے کہ ایک روایت کے مطابق تقریبا نوے لاکھ لوگ آپ کے دست مبارک پر لاکھوں لوگ بیعت ہوئے"۔(۵)

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں لوگ حاضر ہو کر بیعت کرتے، حضرت سخی سرور ہر آنے والے کا خیر مقدم کرتے اور اس کی ذہنی وروحانی تربیت کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے۔خواجہ فخر وجہاں دہلوی کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"ان کے سامنے ایک بار کسی نے بیان کیا کہ اس شہر میں حرام کام بہت ہونے لگا ہے، یہ سن کر آپ کو خیال آیا کہ ایسا امر ہونا چاہیے کہ بندگان خد حرام سے بچیں آپ وہاں خود تشریف لے کر گئے اور انہیں اس کام سے بچنے کی تلقین کی اور ان طوائفوں کا ماہانہ خرچ مقرر کر دیا تا کہ معاشی تنگی کی بنا پر وہ خواتین غلط کاموں سے تائب ہو جائیں، آپ کے وعظ ونصیحت کے نتیجے میں وہ غلط کاری سے تائب ہو گئیں اکثریت نے نکاح کر لیا اور معاشرہ بہت سی برائیوں سے پاک ہو گیا"۔(۶)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی تبلیغی کاوشوں کا عرصہ پچاس برس ہے، ہندوستان میں تبلیغی نظام کی بنیاد رکھی ،یہاں پر آپ کی آمد کا مقصد ہی یہ تھا کہ اللہ کے دین کو اس ملک میں پھیلائیں ،اسی وجہ سے آپ نے اجمیر کو مستقر بنایا جو سیاسی اور مذہبی لحاظ سے اس وقت دنیائے ہنود کا مرکز تھا۔

"کفر و شرک کے اس مرکز میں چند سالوں کے اندر اندر حضرت کی تبلیغی مساعی کی بدولت قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں گونجنے لگیں، بت خانے ویران ہو گئے اور اجمیر اشاعت اسلام کا مرکز بن گیا"۔(۷)

عوام الناس کی اصلاح و تربیت کو اپنی ذمہ داری سمجھتے تھے ،اسی لئے وہ عوام کے عبادات و اخلاقیات سمیت ہر عمل کی اصلاح پر توجہ مرکوز رکھتے تھے ،نظام الدین اولیاءؒ کے ابتدائی زمانے میں بادشاہ اور امراء نے جمنا ندی کے کنارے اپنے محلات بنائے تھے ،امراء کی ڈیوڑھیوں میں فسق و فجور ،بد اخلاقی اور لا یعنی باتیں عام تھیں ،آپ نے یہ دیکھا تو آپ نے یہ کیا کہ شہر کے کنارے کسی باغ میں جا کر تلاوت اور نوافل میں مشغول رہتے پھر سوچنے لگے کہ اس شہر کو چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں ،یہاں کھلم کھلا فسق و فجور دیکھا نہیں جاتا ،ایک دن اسی دھیان میں پریشان بیٹھے تھے کہ ایک مجذوب نوجوان ملا اس نے آپ کو دیکھ کر کچھ اشعار پڑھے اور پھر اس نوجوان نے کہا کہ:

"اول تو (بحیثیت شیخ) مشہور نہیں ہونا چاہیے جب شہرت ہو گئی تو پھر ایسے بنو کہ قیامت کے دن رسول ﷺ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے ،یہ کوئی قوت اور حوصلہ نہیں کہ ہے کہ خلق سے کنارہ کشی کر لی اور ذکر میں مشغول ہو گئے ،ہمت اور حوصلہ تو یہ ہے کہ ذکر کے ساتھ باوجود خلق حق سے مشغول رہیں ،یہ باتیں حضرت نے اپنے پلے میں باندھ لیں طے کر لیا کہ کچھ بھی ہو میں شہر میں رہوں گا اور عوام و خواص کی اصلاح و احوال کے لئے جو کچھ ہو سکے گا کروں گا "۔(۸)

مسلمانوں کے اخلاق حمیدہ کی تعلیم و تربیت انہی بزرگان دین کے ذریعہ ہوئی ،انہی بزرگوں کے ذریعہ مختلف طبقوں میں اخوت مساوات رواداری صلح جوئی ،امن پسندی پیدا ہوئی اور صحت مند معاشرہ وجود میں آیا ،امن و سلامتی کی فضا پیدا ہوئی ،یہی کردار خانقاہوں نے ادا کیا۔ عوارف المعارف میں خانقاہوں کے مقاصد کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

فهم في الرباط كجسد واحد بقلوب متفقه وعزائم متحده ولا يو جد هذا في غير هم من الطواءف-(۹)

"پس وہ خانقاہوں میں ایسے ہیں گویا جسد واحد ہوں اور ان کے قلوب متفق اور عزم متحد ہیں اور یہ چیز ان کے علاوہ کسی گروہ میں نہیں پائی جاتی۔"

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ دہلی جیسے مرکزی مقام میں مسند ہدایت وارشاد پر متمکن رہے اور ان کی خانقاہ کا دروازہ ہر انسان کے لئے کھلا رہا، یہ وہ زمانہ تھا، جب ہندوستان کے دور دراز گوشوں سے مختلف ضرورتوں سے لاکھوں کی تعداد میں غیر مسلم آتے تھے اور اپنی خوش اعتقادی کی بنا پر حضرت خواجہ کی زیارت کو بھی حاضر ہوتے تھے ،بڑی تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے۔

> " خواجہ اجمیر کی خانقاہ میں انسانی دلوں نے اس طرح راحت وسکون حاصل کیا جیسے کوئی تھکا ہارا مسافر تمازت آفتاب سے خستہ جان ٹھنڈے اور سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ کر فرحت واطمینان کا سانس لیتا ہے آپ کی خانقاہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا، امیر غریب، عامی وعارف شہری ودیہاتی، بچے وبوڑھے سب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ان کا مقصد عوام کے ذریعے کوئی سیاسی انقلاب لانا نہ تھا بلکہ انسانی ہمدردی کی بناء پر بندگان خدا کی خدمت اور ان میں اخلاقی وروحانی انقلاب پیدا کر کے اسلام کی اساسی اقدار کی حفاظت مقصود تھی"۔(۱۰)

میوات کا علاقہ جو حضرت خواجہ کے مرکز غیاث پور سے متصل واقع ہے اور جہاں کے رہنے والوں کی رہزنی اور شورہ پشتی کی وجہ سے کچھ عرصہ پہلے سلطان ناصر الدین محمود کے زمانے میں شہر پناہ دہلی کے دروازے سر شام بند ہو جاتے تھے کئی بار غیاث الدین نے تادیب بھی کی۔

حضرت خواجہ کے فیوض وبرکات اور ان کی تعلیم وتربیت سے وہ بے راہ رو لوگ آپ کی تعلیمات عالیہ سے مستفید ہوئے اور بڑی تعداد میں میواتی انہیں کے زمانے میں مسلمان ہوئے۔برصغیر پاک وہند میں سلسلہ چشتیہ کی بنیاد حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے رکھی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے اس کو وسعت دی اور پنجاب تک پھیلایا، اس کے ساتھ اس کو منظم کیا اور ایک تحریک کی صورت دے دی ان کے خلیفہ اعظم حضرت نظام الدین اولیاء نے اسے اور زیاد پھیلایا اور شہروں سے لوگ روحانیت کے اس چشمہ سے فیض یاب ہونے کے لئے جمع ہوتے تھے (۱۱)

سید جلال الدین بخاری کی آمد اہل ہندوستان کے لئے رحمت سے کم نہ تھی، آپ کے فیض سے جس طرح پیاسے سیراب ہوئے، غیر مسلم مشرف بااسلام ہوئے وہ ہندوستان کے لوگوں کے لئے بلا شبہ ایک نعمت خداوندی کی حیثیت رکھتی ہے، ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں سید جلال الدین بخاری کی آمد بہت اہمیت رکھی ہے اوچ کی قدیم اور تاریخی خانقاہ کی بناہ آپ کے ہاتھوں ہوئی اس جنگل میں منگل آپ کے دم قدم سے ہوا۔ لکھا ہے

"حضرت جلال الدین بخاری بنگال میں جب تشریف لائے تو وہاں رشد وہدایت کا ہنگامہ برپا کر دیا، خانقاہ اور مسجد کی تعمیر اور لنگر خانہ جاری کر دیا، بہت سے مسلمان حلقہ ارادات میں داخل ہوئے خاص طور پر ہندو اور بدھ جو نہایت پستی کی حالت میں زندگی گذار رہے تھے اور معاشرے کے اندر طبقاتی تقسیم کا شکار تھے اور ہر قسم کی عزت وشرف سے محروم تھے، وہ آپ کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئے اور معزز ہوئے" (۱۲)

صوفیہ کرام شریعت وطریقت کو ہم آہنگ کرکے لوگوں کو شرافت، امن، سلامتی اور احترام انسانیت کا درس دیتے تھے:

انہوں نے تصوف کو عوامی تحریک بنا کر عوام سے گہرا ربطہ پیدا کرکے عوام کے داخلی اور خارجی مسائل، انداز فکر اور رویوں کو سمجھ کر ان کے معاملات اور مسائل کو سمجھانے کی کوشش کی ان کو مساوات اسلامی کی نئی راہ دکھا کر روحانی انداز میں ان کے الجھے ہوئے مسائل کا اتنا عمدہ حل پیش کیا کہ عوام الناس کی حمایت اور طاقت نے ان کو ناقابل تسخیر قوت بنا دیا یہاں تک کہ فرمارواں کا اقتدار اور شوکت ان کے فقیرانہ انکسار کے سامنے ہیچ ہو گئی"۔(۱۳)

بابا فرید گنج شکر کے احوال میں درج ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ معہ صاحبین رونق افروز تھے کہ راجہ پتھورا کے لشکر کا آدمی آستین میں چھری چھپائے ہوئے آیا اور معتقدین کی طرح بیٹھ کر طالب بیعت ہوا، خواجہ صاحب بار بار اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیتے، کچھ دیر بعد آپ نے فرمایا کہ:

درویش کے پاس کسی شخص کا آنا دو وجوہ سے خالی نہیں ہوتا، یا تو آنے والا بخیال بیعت آتا ہے یا بخیال اذیت آتا ہے، تو بھی ان میں سے جو سوچ کر آیا ہے کر گذر، یہ سنتے ہی اس نے چھری آستین سے نکال کر سب کے سامنے پھینک دی اور قدموں میں گر کر معافی کا طالب ہوا، آپ نے اسے مسلمان کرکے مرید کیا اور کاملین میں اس کا شمار ہوا۔ ۱۴

صوفیہ نے عوام الناس کے اخلاق وعادات سنوارنے اور ان کی تعمیر سیرت میں جو اہم کردار ادا کیا ہے بلا شبہ لائق تحسین ہے

"صوفیہ نے محض زبانی کلامی وعظ و نصیحت پر زور نہیں دیا اور نہ ہی اخلاق پر کتابیں تصنیف کی ہیں، نہ تحریری نقوش پیش کئے ہیں، نہ جبر سے کام لیا ہے بلکہ فضائل و محاسن اخلاق کا ایک مخصوص پیکر اور مجسمہ بن کر دیکھایا، جن کی ہر جنبش لب نے ہزاروں تصانیف کا کام دیا، ان کے پاس بیٹھنے والے چلتی پھرتی اخلاق کی کتابیں بن گئے "(۱۵)-

ان ہستیوں نے صرف زبانی کلامی دعوے نہیں کئے بلکہ میدان عمل میں اتر کر خود عملی نمونہ بنا کر عوام الناس کو اپنے قریب کیا اور اس سلسلے میں امیر و غریب کی تخصیص کے بغیر تمام انسانوں سے یکساں پیار و محبت کا سلوک کیا۔

"صوفیہ کی مجلس میں کوئی درجہ بندی نہیں تھی، وہ جس نگاہ سے شرفاء کو دیکھتے تھے اس سے کہیں زیادہ پیار و محبت، رافت و رحمت اور شفقت کی نگاہ سے غریب مسلمانوں کو دیکھتے تھے، وہ ان غریبوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے، ان کے ساتھ کھاتے پیتے اور ان کے ساتھ چلنے پھرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے، ان کے دکھ درد اور خوشی غمی میں برابر کے شریک تھے " (۱۶)

چناچہ صوفیہ کرام کے اس پر خلوص تعلق کا ہی فیض تھا کہ اس نے عوام الناس کے قلوب کو اس حد تک مسخر کیا کہ ان کی ظاہری و باطنی اصلاح اور تزکیہ نفس کا وسیع پیمانے پر اہتمام ہوا برصغیر میں خلفاء کا نہ تو کبھی عوام سے براہ راست تعلق رہا، اور نہ ہی ان کی زندگیوں میں دینی کشش پیدا کرنے کی کوشش کی گئی اس لئے اسلام کی ترویج و بقا کا سبب بھی نہ بن سکے اسلام کے دینی نظام کو زندہ رکھنے اور پھیلانے کا کام ان ہی بزرگوں نے سرانجام دیا بابا فرید الدین کی مجلس کا یہ حال تھا کہ :

اگر کسے بخدمت بیامدے کہ ہر گز نیامدہ بودے و دیگرے نیز حاضر بودے کہ او استثنائے
چندیں سال بود و محاورہ باہر و برابر بودی و در تلطف و توجہ باہر د متسادی (۱۷)

"نیا آیا ہوا اور سالوں کی خدمت کرنے والا آپ کی نظروں میں یکساں تھے اور مہربانی اور توجہ کے وقت دونوں یکساں ہوتے"

چناچہ صوفیہ کرام کے اس پر خلوص تعلق کا ہی فیض تھا کہ عوام الناس کے قلوب کو اس حد تک مسخر کیا کہ ان کی ظاہری و باطنی اصلاح و تزکیہ نفس کا وسیع پیمانے پر اہتمام کیا۔

۲۔ حکمرانوں وامراء پر اثرات:

محمود غزنوی سے لے کر شہاب الدین غوری، قطب الدین ایبک شمس الدین التمش، اورنگ زیب عالمگیرؒ تک سب اولیاء کرام کے فیض یافتہ تھے، صرف ہندوستان تک ہی محدود نہیں جہاں جہاں بھی اسلام کے جرنیلوں نے اپنی فتوحات کے پرچم گاڑے ان کی پشت پناہی کرنے والی یہ روحانی طاقت (صوفیہ کرام) ہی تھی۔

"حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے احوال میں آتا ہے کہ آپ نے سلطانی دربار سے وابستہ امراء دوسرے ملازمین کی تربیت پر خصوصی توجہ دی یہ لوگ آپ کی توجہ کی وجہ سے چاشت، اشراق کی نمازیں ادا کرتے تھے اور ایام بیض اور عشرہ ذوالحجہ کے روزے رکھتے تھے"۔ (۱۸)

اکثر اولیاء ومشائخ بزرگ بادشاہوں کے درباروں سے دور رہے اور بادشاہوں کے دربار میں جانا پسند نہیں کرتے تھے البتہ بعض بزرگوں نے بادشاہوں کی اصلاح کے لئے ان پر توجہ دی، سلطان التمش، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ بختیار کاکی اور حمید الدین ناگوری کا معتقد تھا، سلطان ناصر الدین محمود غیاث الدین بلبن حضرت بابا فرید الدین شکر گنج کے معتقد تھے، یہی وجہ تھی کہ ان بادشاہوں نے رعایا کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کیا اور اشاعت اسلام کے سلسلے میں اہم خدمات سرانجام دیں، وہ نیک، عبادت گذار اور شریعت کے پابند رہے:

"یہی وجہ ہے کہ معاشرے کے زخموں کو مندمل کرنے میں صوفیہ نے جو خدمات سرانجام دی ہیں ان کو حکام اور عوام نے احترام کی نگاہ سے دیکھا"۔ (۱۹)

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے زمانے کے حکمران اور امراء کی اصلاح کے حوالے سے جو خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ کا سنہری باب ہے، آپ نے اکبر کے نام نہاد دین الٰہی کا خاتمہ کیا اور اس کے اثرات بد کو عوام الناس سے دور کیا۔ حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی کی کوششوں سے ملتان اور سندھ کے قرامطیوں اور اسماعیلیوں کا اثر ختم ہوا اور سندھ کے حکمران خانوادے سومرہ نے اسماعیلی اور قرامطی عقائد ترک کرکے درست عقائد اختیار کئے، اس طرح تبلیغ اسلام کی راہ ہموار ہوئی اور کئی غیر مسلم قبیلوں نے اسلام قبول کیا۔

> "سلطان فیروز شاہ حضرت مخدوم جہانیاں کی خدمت میں حاضر ہوتا، مواعظ سنتا، اور آپ کے ارشادات عالیہ پر عمل بھی کرتا، اس طرح امراء وزراء اور شہزادے بھی حضرت مخدوم سے مستفیض ہوتے تھے، سلطان فیروز شاہ کی اصطلاحات میں حضرت مخدوم کی تعلیمات کے اثرات نمایاں طور سے نظر آتے ہیں"۔ (۲۰)

آپ نے کفر اور شرک میں مبتلا انسانیت کو توحید کا درس دیا، غافل اور بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو یاد الٰہی کا سبق پڑھایا آپ نے ایک منفرد تبلیغی نظام کا مدرسہ قائم کر کے معاشرے کی بھلائی اور اصلاح کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں آپ اپنے احباب کے لئے کامل نمونہ تھے فرائض اور شریعت کی پابندی کا خاص خیال رکھتے تھے، حق اور سچ پر ہمیشہ زور دیتے تھے، تقدیر پر ہمیشہ شاکر رہتے دولت وثروت کی فراوانی تھی، سخاوت وفیاضی بھی عروج پر تھی، جب عوام یا خواص پر کڑی گھڑی آئی، خود آگے بڑھ کر مدد کی، اپنے وقت میں سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات پر فیصلہ کن اثرات مرتب کرتے رہے۔

"آپ نے پاک پتن کو اپنا مسکن بنایا تو ہزاروں معتقدین ہر وقت آپ کی خدمت میں رہنے لگے سلاطین اور شہزادے تک آپ کے مریدین تھے، آپ نے مسلمانوں کی اس نہج پر تربیت کی کہ آپ کے تربیت یافتہ مریدین سارے علاقوں میں پھیل گئے اور دعوت و تبلیغ اور اس طرح اشاعت اسلام کا کام ملک کے سب حصوں میں بدستور جاری رہا۔ (۲۱)

سلطان فیروز شاہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی خدمت میں حاضر ہوتا، مواعظ سنتا، حضرت کے ارشادات پر عمل کرتا، اس طرح امراء وزراء اور شہزادے آپ سے فیض یاب ہوتے تھے، سلطان فیروز شاہ کی اصلاحات میں حضرت مخدوم کی تعلیمات کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں فیروز شاہ نے لکھا ہے کہ :

> خدا کی مہربانی سے میرے دل میں فقراء مساکین کی خاطر داری اور ان کی تالیف قلوب کا جذبہ پیدا ہوا، حتی کہ جہاں کہیں مجھے کوئی فقیر یا گوشہ نشین ملتا ہے اس کی ملاقات کے واسطے جاتا ہوں، اور دعا کے ذریعے اس کی مدد حاصل کرتا ہوں تا کہ "نعم الامیر لباب الفقیر" (وہی امیر سب سے بہتر ہے جو فقیر کے دروازہ پر جاتا ہے) کی فضیلت حاصل کروں" ۔(۲۲)

صوفیہ کرام اور سلاطین کی پیری مریدی محض رسمی اور روایتی نہیں رہی، سلاطین کے مذہبی خیالات وجذبات کی نشو نما میں ان بزرگوں کے فیوض وبرکات کا بڑا دخل رہا ہے، شمس الدین التمش حضرت خواجہ بختیار کاکی کا مرید بن کر ویسا ہی فرمانبردار ہوا جیسا کہ ہونا چاہیے تھا لکھا ہے کہ :

> "وہ راتوں کو مصلے پر گذارتا، وہ ہمیشہ نماز باجماعت میں تکبیر اولیٰ سے شریک ہوتا، عصر کی سنتیں کبھی قضا نہ کرتا، انہی خوبیوں کی وجہ سے اس کو حضرت خواجہ بختیار کاکی کے نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی" ۔(۲۳)

سلاطین علماء، مشائخ اور صوفیہ کرام کا بے حد احترام کرتے ان میں بادشاہ بلبن کی عقیدت واحترام کا تذکرہ بھی ملتا ہے

" بلبن علماء آخرت اور ہر سلسلہ کے مشائخ کا بے حد احترام کرتا تھا، بزرگوں سے ملنے ان کے مکانوں پر جاتا، نماز جمعہ سے فارغ ہو کر بزرگوں کے مزارات پر زیارت کے لئے حاضر ہوتا ،اگر سادات، مشائخ اور اکابر علماء کا انتقال ہو جاتا تو اس کے جنازے میں شرکت کرتا اور ان کے لواحقین کو کپڑوں سے نوازتا اور وظیفہ مقرر کرتا"۔(۲۴)

صوفیہ کرام سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی حالات کو تبدیل کرنے کے لئے انقلابی ذہن رکھتے ہیں، وہ ظلم، جبر، استحصال، انسانی اقدار کی پامالی اور سماجی انقلاب لانے کے لئے عملی جدوجہد کرتے تھے۔

"صوفیہ کرام نے اپنے اپنے عہد کے بادشاہوں کو خط وکتابت کے ذریعے دعوت وتبلیغ کی، اور دعوت دین کے سیل رواں کو جاری رکھا ان میں شرف الدین یحیٰی منیری اور بوعلی قلندر کے مکتوبات خاص شہرت رکھتے ہیں" ۔(۲۵)

حضرت غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی نے اوچ کے حاکم ناصر الدین قباچہ کا ظلم اور زیادتی دیکھ کر سلطان التمش کو خط لکھا جب وہ التمش کو ملنے سے پہلے قباچہ کے ہاتھ آگیا اور قباچہ نے آپ کو بلا کر خط دیکھایا، تو آپ نے بلا جھجک اقرار کیا اور اس کے منہ پر اس کے ظلم اور زیادتیاں بیان کیں، سندھ میں جب میراں محمد جونپوری آئے اور لوگ مہدویت کی طرف ہونے لگے تو حضرت مخدوم بلال نے اس کو روکنے کی عملی کوششیں کیں اور سندھ کے حاکم جام نظام الدین کو کہا کہ : "وہ میراں محمد جونپوری کو سندھ سے نکال دے" (۲۶)

سید صباح الدین عبدالرحمٰن مغلیہ بادشاہ بابر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ جب ہندوستان آیا تو اس نے یہاں کے بزرگوں سے بھی تعلقات استوار کئے ان میں حضرت عبدالقدوس گنگوہی تھے، جنہوں نے اس کو ایک مکتوب لکھا کہ :

"عالی ظرف لوگ دنیا کو آخرت کی ایک کھیتی سمجھتے ہیں اور جو کچھ دنیا میں کرتے ہیں خدا ہی کے لئے کرتے ہیں، اللہ کے حکم کی تعظیم خلق اللہ کی شفقت سے وابستہ ہے اور اس پر عمل کرنے سے ابدی فلاح حاصل ہوتی ہے، آپ کو چاہئیے کہ اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنے کی خاطر لوگوں کے سروں پر عدل کا سایہ اس طرح قائم کریں کہ کوئی شخص کسی پر ظلم نہ کرے، اور پھر یہ بھی تلقین کرتے کہ نظام ایسا ہو کہ تمام مخلوق اور فوجی اوامر ونواہی اور شریعت کے

پابند ہوں، وہ نماز باجماعت ادا کریں اور یہ بھی نصیحت کی کہ آپ علم و علماء کو دوست رکھیں، ہر شہر کے بازاروں میں محتسب مقرر کریں تاکہ وہ شریعت محمدی ﷺ کے انصاف کے مطابق ان بازاروں کو اسی طرح آراستہ کریں جس طرح خلفائے راشدین کے عہد میں تھے"(۲۷)

مجدد الف ثانی نے اپنے زمانے کے حکمرانوں اور امراء کی اصلاح کے حوالے سے جو خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ کا سنہری باب ہے آپ کے احوال مبارک میں درج ہے کہ وقت کا بادشاہ اکبر بد دین ہو گیا تھا اور بہت بد دینی کی چیزوں کو رواج دیتا تھا آپ نے اس کے اثرات کے خاتمے کے لئے اپنی زندگی لگادی

ہندوستان میں ہندوؤں کے لئے ذبیحہ گاؤ ایک حساس معاملہ رہا ہے مغلیہ سلطنت کے ایک خاص دور میں بادشاہ اکبر کے دور میں گائے کی قربانی کے سلسلے میں پابند لگائی گئی، مسلمانوں نے اسکے خلاف شدت سے آواز اٹھائی، مجدد الف ثانی کے متعلق آپ لکھتے ہیں کہ

"ہندوستان کے سب سے بڑے مذہبی عبقری نے اس پابندی یا حوصلہ شکنی کے خلاف آواز اٹھائی اور وزیر اعظم کو خط لکھا ذبح بقر در ہندوستان از اعظم شعائر اسلام است ہندوستان میں گائے کا ذبیحہ اسلام کے بڑے بڑے شعائر میں سے ایک ہے اور آپ بادشاہ کو قائل کریں کہ وہ اس شعار اسلام کو نافذ کرے، چناچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مجدد الف ثانی جیسے بلند پایہ دینی قائد کے اس طرز عمل سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں تھوڑا سا انحراف بھی گوارا نہ تھا جو ترتیب شریعت میں پیش نظر تھی"(۲۸)

آپ اپنے مکتوبات میں اہل اقتدار کو بھی مخاطب کرتے رہتے اور ان کو اصلاح کی طرف متوجہ کرتے ایک مکتوب میں آپ میر صدر جہاں کو دفتر اول مکتوب ۱۹۵ میں لکھتے ہیں کہ:

"نیز بصدر جہاں صدور یافتہ اعزاء و تحریص بر ترویج شریعت عزا و اظہار تاسف بر ضعف اسلام و اہل آن سلمکم اللہ سبحانہ واتقاکم احسان سلاطین چونکہ نسبت بکافہ خلائق حاصل است بضرورت ولہا اے خلائق بحکم جبلت الخلائق علی حب----لاطین بدست

وار ومشار الیه بصلاح وتقویم تحلی است اگر صلاح وانند این امر عظیم القدر و تفویض فرمانید(۲۹)

اب جب کہ حکومت پلٹ گئی اور اہل ملل کے عناد کا زور ٹوٹ گیا ہے تو تمام مقتدیان اسلام کو چاہیے وہ وزرائے عظام ہوں یا علمائے کرام لازم آتا ہے کہ اپنی کوشش شریعت کی ترویج پر لگا دیں اور اسلام کے منہدم ارکان کو قائم کریں تغافل میں فائدہ نہیں مسلمانوں کے دل ملول ہیں، ان کو پچھلے دور کی مصیبتیں یاد ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ تلافی مافات کی صورت ہاتھ سے نکل جائے اور اسلام کی غربت میں اضافہ ہو، بادشاہوں کو طریقہ نبویہ کی اشاعت کا خیال نہ ہو اور بادشاہ کے مقربین اپنے اس کام سے دور رکھیں اور چند روز حیات کی فکر میں اہل اسلام کا معاملہ کہیں خراب نہ ہو۔

برطانوی دور حکومت میں بہت سے صوفیاء کرام نے انقلابی تحریکات ،آزادی کی تحریکات اور پاکستان کی تحریک میں حصہ لیا سید احمد شہید، شاہ اسماعیل شہید، سید صبغت اللہ نے اسلام کے قیام کے لئے اپنی جان بھی قربان کر دیں، حضرت جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے انگریزوں کے زمانہ میں اسلام اور مسلمانوں کی بڑی خدمت کی ،آپ نے دینی اور ملی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، سید مہر علی شاہ گولڑوی نے فتنہ قادیانیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

۳۔ غیر مسلم طبقہ پر اثرات:

صوفیہ کے صلح کل طریقوں اور ہندووں کے مذہب کے متعلق خاص نقطہ نظر (رواداری) کا ایک دلچسپ نتیجہ یہ ہوا کہ صوفیاء کی اشاعت ااسلام کی کوششوں کی کوئی خاص مخالفت نہ ہوئی بلکہ ہندوؤں نے ان صوفیہ کو بھی جنھوں نے اشاعت اسلام میں نام پیدا کیا نگاہ احترام سے دیکھا مثلا حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کو جو مبلغین اسلام میں ایک خاص پایہ رکھتے تھے ،اور قدیم ترین تذکرے گواہ ہیں کہ اجمیر میں آنے سے روحانی طور پر اسلام کا بول بالا ہوا، لیکن ان کی نسبت ہندوں کا جو نقطہ نظر تھا۔ اس کی بابت سفینۃ الاولیاء میں دارا شکوہ کا بیان ملاحظہ ہو:

> جمع کثرے از کفار بہ برکت قدوم ایشاں مسلمان شدند و جماعه که مسلمان نه شده وبود، فتوح دینار بخدمت ایشاں مے فرستادند وهنوز کفارے که دراں نواحی اند به زیارت ایشاں مے آیند و مبلغ ہا بہ مجاوران روضہ منورہ میگزرانند۔(۳۰)

یعنی آپ (معین الدین اجمیری) کے قدموں کی برکت سے بہت سے کفار مسلمان ہوئے اور جو گروہ اسلام نہیں لائے وہ بھی آپ سے خوش عقیدگی رکھتے تھے، آپ کی خدمت میں نذرانے پیش کرتے اور آج بھی قرب وجوار کے کفار ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور روضہ (خانقاہ) کے مجاورین کو نذرانے پیش کرتے ہیں۔

لیکن اس کے باوجود یہ امر واضح نہیں ہے کیونکہ صوفیانہ تذکرے تبلیغ اسلام کے نتیجہ میں مسلمان ہونے والے افراد کے بارے میں مکمل تفصیلات فراہم نہیں کرتے اور اکثر وبیشتر بتائی گئی تعداد بھی قیاسی ہوتی ہے۔

In the sub continent of India the efforts of these learned and pious sufis were responsible for the spread of Islam. Conversion to Islam was not the main goal of the sufis, but their work, the example they set and sometimes the miracles, attributed to them did gain converts from among the people. However, their efforts laced concerted action and they did not maintain any recorded of their work. (31)

برصغیر پاک وہند میں ان ذی علم اور نیک صوفیہ کی بدولت اسلام کو فروغ حاصل ہوا، صرف اسلام قبول کروانا ان کا بنیادی مقصد نہ تھا، انہوں نے بعض اوقات معجزانہ طور پر کام کیا، ان اثرات کی وجہ سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اگرچہ ان کی کوششیں مشترکہ ہوتی تھیں لیکن انہوں نے اپنی کوششوں کا ریکارڈ نہیں رکھا۔

پروفیسر ٹی ڈبلیو۔آرنلڈ (T,w,Arnald) اپنی کتاب "The Preaching Of Islam" میں لکھتے ہیں:

Among the million of Indian Muslims there are vast numbers of converts or desendts of converts,in whose conversion force played no part and the only influences at work were the teaching and persuasion of peaceful missionary(32)

لاکھوں ہندوستانی مسلمانوں نے تبدیلی مذہب کے لئے یہاں کے لوگوں کو مجبور نہیں کیا بلکہ مسلمان صوفیہ کرام کی تعلیمات اور پرامن دعوتی سرگرمیوں نے اہم کردار ادا کیا اور اس سے (مقامی لوگ) متاثر ہوئے۔

برصغیر پاک وہند میں اگرچہ مسلم فاتحین نے سیاسی طور پر ہندوؤں پر غلبہ پایا تھا، لیکن انہوں نے کسی کو جبرا مسلمان بنانے کی ہرگز کوشش نہ کی انہوں نے تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے بزرگان دین

پر انحصار کیا۔

"یہ بزرگان دین مختلف مقامات پر اس لیے مامور کئے گئے تھے کہ وہ شمع اسلام روشن کرکے ہندوستان کے ظلمت کدوں کو منور کر دیں اور جب سلاطین دہلی تخت وتاج کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ فوج کشی میں مشغول تھے تو خانقاہ کے یہ بوریا نشین انسانوں کے قلوب کی تسخیر کر رہے تھے جن کے گھر میں فقر وفاقہ تھا لیکن انہی فقر وفاقہ والوں کے ذریعے ہندوستان میں اسلام کی سچی عظمت اور شوکت قائم ہوئی"۔(۳۳)

حضرت نظام الدین اولیاء نے اس ضمن میں اپنی رائے وضاحت سے بیان کی ہے:

این قوم را چند بگفتہ کسی دل نگر د داما اگر صحبت صالحی بیابد امید باشد کہ بہ برکت صحبت او مسلمان شود۔(۳۴)

یعنی ان لوگوں (ہندوں) کا دل کسی کے قول سے متاثر نہیں ہوتا لیکن اگر انہیں صحبت صالح مل جائے تو امید ہو سکتی ہے کہ اس صحبت کی برکت سے یہ مسلمان ہو جائیں۔

جب مسلمان سندھ میں آئے تو رعایا کا ایک بڑا حصہ بودھ مذہب کا پیروکار تھا اور وہ لوگ برہمن راجا سے سخت آرزدہ تھے۔ایسی حالت میں اسلام کے لئے پاؤں جمانا آسان تھا، ان کا (سندھ کے مقامی لوگ) معاشرتی نظام بڑا سخت تھا اور ہر فرد کے لئے مذہب چھوڑ کر برادری کی مخالفت جھیلنا بڑا تکلیف دہ تھا۔

سید گیسو دراز کے ملفوظات اور دوسرے شواہد سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلم مبلغین کی راہ میں بڑی رکاوٹ روحانی نہ تھی بلکہ ذات پات کا نظام تھا جہاں ابھی یہ نظام مستحکم نہ ہوا تھا وہاں اشاعت اسلام کا کام آسانی سے سرانجام پاگیا، اشاعت اسلام کے علاوہ بزرگان کرام نے ان لوگوں کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کے لئے جو کارہائے نمایاں سر انجام دیئے ان کو فراموش نہیں کیا جا سکتا"۔(۳۵)

بلبنی سلاطین کے عہد حکومت میں نہ صرف بنگال میں اسلام کو وسعت نصیب ہوئی بلکہ اس کی بنیادیں بھی گہری ہو گئیں، یہ وہ زمانہ تھا جب اولیاء کرام جو برہمنوں اور سادھوؤں سے عملی پارسائی، قوت عمل اور دور اندیشی میں بڑھ کر تھے، انہوں نے وسیع پیمانے پر تبلیغ شروع کی، جس کی کامیابی کا باعث طاقت نہ تھی بلکہ ان کا مذہبی جوش اور ان کی عملی زندگی تھی، حضرت شاہ فخر الدینؒ کسی کو رنجیدہ اور ملول نہیں دیکھ سکتے تھے، ہر آنے والے کی دلجوئی کرتے تھے اور ہمیشہ کوشش کرتے تھے کہ آپ کے پاس سے کوئی شخص خاطر رنجیدہ نہ جائے۔

"آپ کے پاس سب سے بڑا ہتھیار یہی تیغ اخلاق تھی جس نے اہل ہند کے قلوب کو فتح کیا اور "سلطان الہند" کے لقب کا تاج ان کے سر پر سجایا، اسی حسن اخلاق سے اپنے پرائے سب ان

کے حلقہ ارادات میں داخل ہوتے گئے اور آپ نے ان کا رخ بت خانوں سے مساجد کی طرف موڑ دیا"۔(۳۶)

صوفیہ کرام کی کاوشوں کی بدولت اشاعت اسلام کا ایک وسیع سلسلہ شروع ہوا جس کی وجہ سے ہندوستانی معاشرے سے کفر و شرک کے بادل چھٹ گئے اور تصور توحید و رسالت مساوات اور تکریم انسانیت کے زریں اصولوں سے متاثر ہو کر لاکھوں غیر مسلم نے صوفیہ کرام کے دست حق پر اسلام قبول کیا نیز لاکھوں مسلمانوں کی اصلاح ہوئی۔

" ہندوستان میں مسلمانوں کے دور کا باضابطہ آغاز صوفیہ کرام ہی کی آمد سے ہی ہوا" اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندی مسلمانوں کی قابل لحاظ تعداد نے انہی کے ہاتھوں اسلام قبول کیا اور ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں انہی بزرگوں نے دین کی روشنی پھیلائی"۔ (۳۷)

برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کے آباد ہونے کے بعد مختلف ثقافتی اور تمدنی گروہوں کے مابین صلح جوئی اور آتشی نہ صرف اخلاقی و عقلی تقاضا تھا بلکہ ایک فوری سماجی ضرورت تھی۔

"اس موقع پر مسلم صوفیہ کرام آگے بڑھے اور انہوں نے ایسی اتحاد آفرین کوششیں کیں جن سے برصغیر پاک وہند میں مختلف تمدنی گروہوں کے درمیان، اعتقادی اور لسانی اختلافات تحلیل ہو کر رہ گئے اور ایک مشترکہ تمدنی زاویہ نگاہ پیدا ہو گیا، یہ تمدنی اتحاد کے مراکز بن گئے جہاں خیالات کا تبادلہ آزادنہ طور پر ہوتا تھا"(۳۸)

ان مختلف الخیال لوگوں اور تمدنی گروہوں کو اپنی خانقاہوں میں مل بیٹھنے کے مواقع فراہم کرنے اور انہیں آزادانہ تبادلہ خیال کے مواقع فراہم کرنے سے صوفیائے کرام کا مطمع نظر یہی تھا کہ ان لوگوں کو مسلمانوں کے قریب کرنے اور آزادانہ تبادلہ خیال کے مواقع فراہم کرنے سے ان لوگوں کو مسلمانوں کے قریب آنے کا موقع ملے تاکہ وہ قریب سے اسلام کا عملی مشاہدہ کر سکیں اور اس کے محاسن سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔برصغیر میں صوفیہ کرام نے غیر مسلموں سے خوشگوار تعلقات قائم کئے اور ان تعلقات کے قائم کرنے کا مقصد اشاعت دین اور تبلیغ دین اسلام تھا غیر مسلموں کو اس بات کا احساس دلایا کہ دین اسلام ہی وہ دین ہے جو احترام آدمیت اور انسانی عظمت و مساوات کی تعلیم دیتا ہے ،انہوں نے نہ صرف اس بات کا درس دیا بلکہ اس کا عملی نمونہ بن کر دیکھایا۔

خلاصہ بحث:

صوفیہ کرام کی کاوشوں کی بدولت اشاعت اسلام کا ایک وسیع سلسلہ شروع ہوا جس کی وجہ سے ہندوستانی معاشرے سے کفر و شرک کے بادل چھٹ گئے اور تصور توحید و رسالت مساوات اور تکریم انسانیت کے زریں اصولوں سے متاثر ہو کر لاکھوں غیر مسلم نے صوفیائے کرام کے دست حق پر اسلام قبول کیا نیز لاکھوں مسلمانوں کی اصلاح ہوئی۔الغرض برصغیر میں صوفیائے کرام کے عوام الناس، حکمرانوں وامراء اور غیر مسلموں سے تعلقات قائم کرنے کا مقصد ہمیشہ اشاعت دین ،اصلاح احوال اور تبلیغ اسلام تھا جس کے حصول کے لئے انہوں نے بھرپور جدوجہد کی اور اپنے مقصد کے حصول میں کامیاب رہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) سید علی ہجویری، کشف المحجوب، ص۲۵۹

(۲) ایضا، ص۲۴۹

(۳) مخدوم، سرور لاہوری، مفتی، حديقة الاولياء، تحقیق و تعلیق: محمد اقبال مجددی، المعارف لاہور ، ۲۰۰۰ء، ص ۱۸۲

(۴) ملتان اور سلسلہ سہروردیہ، ص ۱۰۴، ۱۰۳

(۵) طارق حبیب: حضرت خواجہ غلام نظام الدین اولیاء کا خانقاہی پس منظر، سہ ماہی شبیہ، حضرت خواجہ غلام نظام الدین معظم آبادی نمبر، خوشاب، ج ۶، ش ۲۱ تا ۲۷، جنوری ۱۹۹۷ء تا ستمبر ۱۹۹۸ء، ص ۱۴

(۶) دہلوی، محمد اختر، مرزا، تذکرہ اولیاء پاک وہند کلاں، فینس بکس، لاہور ۱۹۸۹ء، ص ۲۹۸

(۷) طالب ہاشمی، تذکرہ خواجہ اجمیری، سلطان الہند معین الدین چشتی، شعاع ادب لاہور، ص، ۱۵۴

(۸) امیر خورد کرمانی، سیر الاولیاء، ص ۱۱۱

(۹) سہروردی، شیخ شہاب الدین، عوارف المعارف، اردو ترجمہ: شمس بریلوی، مدینہ پبلیشنگ کمپنی، کراچی، ۱۹۷۷ء، ص ۱۱۱

(۱۰) نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، ص ۱۷۳

(۱۱) پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ص ۲۵۰
(۱۲) قادری، محمد ایوب، پروفیسر، مخدوم جہانیاں جہاں گشت، ادارہ تحقیق و تصانیف، ص ۶۶
(۱۳) اعجاز الحق قدوسی، اقبال کے محبوب صوفیاء، مطبوعہ اقبال اکادمی، پاکستان، ۱۹۷۶ء، ص ۱۲۲،۱۲۱
(۱۴) انتظام اللہ شہابی، مفتی، ماہتاب اجمیر مصطفائی، پریس آگرہ، ص ۲۶،۲۵
(۱۵) سعد اللہ، حافظ، صوفیاء اور حسن اخلاق، ص ۹۹
(۱۶) صوفیاء اور حسن اخلاق، ص ۱۰۰
(۱۷) فوائد الفواد، ۷۴
(۱۸) ابن تیمیہ، امام، مجموعہ وظائف مع دلائل الخیرات، مترجم: علامہ احسان الٰہی ظہیر، شعاع ادب، لاہور، س۔ن، ص ۱۰۴
(۱۹) ہمدانی، سعید احمد، عصر جدید اور مسائل تصوف، ۱۹۹۳ء، ص ۱۰۰
(۲۰) پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ص ۳۰
(۲۱) آرنلڈ، پروفیسر، دعوت اسلام، مترجم شیخ عنایت اللہ، محکمہ اوقاف، پنجاب، س ن، ص ۲۴۴
(۲۲) فتوحات فیروز شاہی، ص ۳۵
(۲۳) صباح الدین، عبد الرحمن، ہندوستان کے سلاطین، علماء اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر، ص ۱۰۱
(۲۴) تاریخ فیروز شاہی، ص ۱۰۲
(۲۵) انوار صوفیہ، ص ۳۰۷
(۲۶) پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ص ۳۲
(۲۷) صباح الدین عبد الرحمٰن، عہد مغلیہ مسلمان وہندو مؤرخین کی نظر میں، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء، ص، ۳۳۲
(۲۸) محمود احمد غازی، محاضرات شریعت، ص ۴۹۵
(۲۹) مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۱، ۱۹۵/ ۳۲۱
(۳۰) سفینۃ الاولیاء، ص ۱۹۳

(31) M. Anwar-ul-haq , The Faith Movement of Maulana Muhammad Iliays, George Allen And Unwin Publishers, London, 1972, p17

(32) Arnold, T. W., The Preaching of Islam, S. H. Muhammad Ashraf Publication and Book Seller,Lahore, P:254

(۳۳) بزم صوفیاء، ص۶۲

(۳۴) سنجری، امیر حسن ، تصحیح ، احمد لطیف ملک ،لاہور ملک سراج الدین پبلیشرز ،۱۹۶۶ء، ص۳۲۶

(۳۵) شیخ محمد اکرام، آب کوثر، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۵۲ء، ص۱۹۵

(۳۶) سیر الاولیاء، ص۶۲۹، ۶۳۰

(۳۷) ایضاً

(۳۸) خلیق احمد نظامی، احوال وآثار شیخ فرید الدین مسعود شکر گنج، مترجم: محمد حفیظ اللہ، المعارف، لاہور، ۱۹۸۳ء، ص۲۱۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆